سُورَةُ الفَلَقِ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلۡفَلَقِ (1) مِن شَرِّ مَا خَلَقَ (2) وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3) وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِي ٱلۡعُقَدِ (4) وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (5)

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو کامل الذات والصفات ہے، نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا۔ کہہ دیجیے: میں صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیرے کے شر سے، جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونک مارنے والوں کے شر سے (یعنی عزموں، وعدوں اور تعلقات کو توڑنے والوں کے شر سے)۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ اپنے حسد کو ظاہر کرے۔

تفسیر: نکات: جملہ ﴿مِن شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شر خالق کی طرف سے نہیں بلکہ مخلوق کی طرف سے ہوتا ہے، اور شر دراصل مخلوقات کے باہمی ٹکراؤ اور تزاحم سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: «اگر تزاحم نہ ہوتا تو شر وجود میں نہ آتا»۔ اللہ تعالیٰ نے خود کو ہر قسم کے شر سے بچانے کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے، اور وہی بندوں کو گھیرنے والی شر کی فوجوں سے باخبر ہے اور ان کے مقابلے میں ان کا محافظ ہے۔ اسی لیے مثال کے طور پر تین طرح کے شرور کا ذکر فرمایا ہے: اوّل: ظاہری اندھیروں کا شر، اور اسی طرح معنوی اندھیروں کا شر — جیسے کفر، شرک اور خرافات — خصوصاً ظلم، جبر اور وہ تاریکی جو معاشرے پر اس طرح چھا جائے کہ اہلِ بصیرت ناپید یا بہت کم رہ جائیں۔ دوم: ان لوگوں کا شر جو پھونک مار کر، بُن کر اور سازش کے ذریعے لوگوں کے عزم، ارادوں اور باہمی تعلقات کو بگاڑ دیتے ہیں؛ جیسے جادوگر، سخن چیں، مکار عورتیں، اور وہ منبری بافندے اور خرافات کے جواز پیش کرنے والے جو توحید کے بدلے لوگوں کو شرک آمیز دعائیں سکھاتے ہیں، اور عمل کے بجائے رونا پیٹنا اور بے جا توسل تجویز کرتے ہیں، اور یوں لوگوں کی عقل سلب کر لیتے ہیں۔ کیونکہ لفظ نَفّاثات (نفاثہ کی جمع) ہر پھونک مارنے والے پر بولا جاتا ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور لفظ ﴿ٱلۡعُقَدِ﴾، عقد کی جمع ہے، اور عقد ہر طرح کے تعلق، معاہدے، وعدے اور فیصلے پر اطلاق پاتا ہے۔ سوم: ﴿شَرِّ حَاسِدٍ﴾ — حسد کا شر، جس نے اکثر لوگوں کو بدبخت کر دیا اور انہیں حقائق سے دور کر دیا ہے۔ کوئی شخص حق بیان کرتا ہے یا لوگوں کو خرافات سے نجات دلانا چاہتا ہے، تو ہزاروں لوگ محض حسد کی بنا پر اس کی بات کے پھیلاؤ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ کوئی شخص لوگوں کی ہدایت کے لیے حقائق پر مبنی کتاب لکھتا ہے، تو اس کے بہت سے ہم پیشہ افراد اس سے حسد کرتے ہیں، اس کی کتاب کو گمراہی قرار دیتے ہیں، یا اس کی اشاعت اور اثر کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہی تفسیر (تابشی)، جسے میں نے تقریباً ایک سال میں تحریر کیا، جب ٹائپ کروانے کا مرحلہ آیا تو اس کے خطی مسودے کے قریب چار سو صفحات چرا لیے گئے، جس کے باعث ہمیں اسے دوبارہ لکھنا پڑا، اور

عجلت کے سبب بہت سے اہم مطالب حذف ہو گئے۔ پھر اشاعت کے بعد، روحانیوں کے دربارِ شاہ اور ادارۂ نگارش میں اثر ورسوخ کے ذریعے اس کی نشر واشاعت روک دی گئی، بلکہ اس کے پڑھنے کو بھی حرام قرار دے دیا گیا۔ یہاں تک کہ ادارۂ نگارش میں موجود دو عمامہ پوش افراد نے رشوت لے کر اس تفسیر کو مذہب اور دین کے خلاف قرار دیا، حالانکہ ظاہراً اور بالمشافہ ہم سے تعریف بھی کرتے تھے۔ ان میں سے ایک شیخ کاظم سنگلجی تھا اور دوسرا شیخ عباس مہاجرانی ہمدانی، جو دنیا پر فریفتہ تھے، اور بالآخر دنیا میں بھی کسی خیر کو نہ پہنچے اور وسوسہ ڈالنے والے خناس کے دھوکے میں آ گئے۔ دوسری طرف، اسی تابشی از قرآن کو بعض اہم مطالب حذف کر کے کسی دوسرے شخص، یعنی حاج احمد نواندیش کے نام سے اشاعت کی اجازت دے دی گئی، اور ادارۂ نگارش نے اس طرح کی سرقہ بازی کو جائز سمجھا۔ حالانکہ اس کتاب میں متعدد مقامات پر میں نے اپنی ہی دوسری کتابوں—جیسے احکام القرآن اور گلشنِ قدس—سے اشعار اور مضامین نقل کیے ہیں، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس کتاب کو کسی اور کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ ہے۔ اسی طرح اس فقیر کے ساتھ کی گئی بے شمار اذیتوں اور زیادتیوں کی داستان بھی ہے۔ بہر حال، حسد نے علم، اشاعتِ حق اور لوگوں کی آزادی کا راستہ روک رکھا ہے، اور عمومی بد بختی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہی حسد ہے—خصوصاً جب وہ ظاہر ہو جائے۔ البتہ اگر حسد کو دل میں دبایا جائے اور اس کا کوئی اثر گفتار و کردار میں ظاہر نہ ہو، تو وہ صرف خود حسد کرنے والے کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب رسولِ خدا ﷺ کو ان شرور سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، تو عام لوگوں کے لیے اس معاملے میں حکم بالکل واضح ہے۔ حضرت یوسفؑ حسد کے باعث کنویں میں ڈالے گئے۔ رسولِ خدا ﷺ کو مشرکین اور یہودیوں کے حسد کی وجہ سے بے شمار اذیتیں اٹھانی پڑیں، کیونکہ وہ اللہ کے لطف و فضل کو آپ کے حق میں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور حسد کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی دوسرے سے نعمت کے زوال کی تمنا کرے، اور یہ گوارا نہ کر سکے کہ کسی میں کوئی نعمت موجود ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: « حسد ایک لاعلاج بیماری ہے، جو یا تو حسد کرنے والے کی ہلاکت سے ختم ہوتی ہے یا محسود کی موت سے »۔ (نہج البلاغہ)